Open Access
Al Khadim Research Journal
Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235
ISSN (PRINT): 2710-0227

ARJICC, Vol: 2, Issue: 2,
July to September 2021
DOI: 10.53575/arjicc.u4-v2.2(21)56-68
http://arjicc.com/index.php/arjicc

عہد نبوی کے نظام حکمرانی میں بنو مخزوم کا کردار: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

The role of Banu Makhzoom in the system of government of the Prophet (PBUH) (Research and analytical study)

Dr. Hafiz Muhammad Sarfraz Ghani*
Prof. Dr. Matloob Ahmed**

Abstract
According to the historian, Banu Makhzum was a major tribe of Quraysh. It clan was famous for due to its distinguished chief of Al-Mughira Ibn-Abd-Allah, Ibn-Umar. He was finest and prominent figuar of Banu Makhzum in Mecca in the 6th century. It Tribeca was wealthy, affluence and powerful in Quraysh. They were considered to be as among the three most important and influential family in Mecca before the advent of Islam, the other two were Banu Hashim and Banu Umayya. When Prophet Muhammad (ﷺ) started Preaching of Islam, Banu Makhzum were the formost opponents of Islamic movement. Their Powrful chieftains Abu Jahl whose real name was Amr-Ibn-Hisham and Al Walid Ibn Al-Mughirah became very cruel, ruthless, savage, inhuman and brutal to eliminate and eradicate activities of Islam. There two prominent figures tried their best to halting religious activities and preaching oneness of Allah Almighty. Which was paid of by the Holy Prophet Muhammad (ﷺ) and beloved, pious, God-fearing and dedicated comparnions of Rasoolullah (ﷺ) but failed very badly. There well-Knoweeh powerful commanders of Banu Makhzum led meccan opposition and organized a boycott of Prophet Muhammad (ﷺ) clan, the Banu hashim. But it was the will of Allah Almighty, The Holy Prophet Muhammad (ﷺ) established the first formal Islamic institution of education in the house ofHazrat Arqam Bin Abi Al-Araram (رضی اللہ عنہ) who was a member of Makhzumian family. This remarkable and marveluous house was situated in the Cap of Mountain 'Safa' in Makkah. In this first Islamic university, the Holy Prophet Muhammad (ﷺ) prepared, intellectual, spiritual, religious, commanders, and leaders of Islam for the future. Therefore, we can say that Mercy of Allah Almighty. Therefore, we can say that Mercy of Allah Almighty many people of Banu Makhzum not only accepted teachings of Islam but also played a vital role in the priod of Prophethood. The Holy Prophet Muhammad (ﷺ) appointed some Makhzumian as his assistant, Commander, deliberations, Ambassadors, and the Scribers.
Keywords: Banu Makhzum, Opposition, Dar-e-Arqam, Abassadors, Scribers

بنو مخزوم مکے کے طبقہ امراء میں شمار ہوتے تھے، بنو ہاشم اور بنو امیہ کے ہم پلہ سمجھتے تھے اور اس بات میں کوئی شک بھی نہیں ہے کیونکہ چھٹیک صدی عیسوی کے وسط میں سب سے زیادہ مقتدر خاندان بنو مخزوم کا تھا، اس زمانے میں مکے کی ہر چیز سوائے بیت اللہ کے بنو مخزوم کے ہاتھ میں تھی اور وہی تنہا اس قابل تھے کہ بنو امیہ کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ کا مقابلہ کر سکیں، اسی زمانے میں ان کا نام کبھی کبھار قریش کے

* Assistant Professor of Arabic & Islamic Studies, The University of Faisalabad
Email: hafizsarfraz99@gmail.com
** Dean, Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Faisalabad
Email: dr.matloobahmed786@yahoo.com

مترادف سمجھا جانے لگا۔(1)

مخزوم کہلانے کی وجہ:

یقظہ بن مرہ کے ایک بیٹے کا نام مخزوم تھا جس کے نام کی بدولت یقظہ کی اولاد اپنے آپ کو مخزومی کہلانے لگی۔(2)

مخزوم بن یقظہ ایک بہادر، صاحب ثروت اور قریش میں اہم مقام رکھتا تھا، لیکن قریش کے اس خاندان کو مکہ میں جو عزت و مقام مخزوم کے پوتے مغیرہ کے دور میں ملا وہ کسی دوسرے کے دور میں حاصل نہیں ہوا، مغیرہ بن عبداللہ حضرت عبدالمطلب کا ہمعصر تھااور حضرت عبدالمطلب کے دوستوں میں شمار ہوتا تھابلکہ حضرت عبدالمطلب بعض اہم مواقعوں پراس سے مشہور کرتے اوراس پر عمل بھی کرتے تھے مثلا آنحضرت ﷺ کے دادا جناب حضرت عبدالمطلب کو سب سے پہلے جس نے مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے عبداللہ کو ذبح نہ کرے وہ مغیرہ بن عبداللہ ہی تھاآپ نے حضرت عبدالمطلب سے کہا تھا"واللہ آپ عبداللہ کو ہر گز ہر گز ذبح نہ کرنا اگر اس سلسلے میں آپ کو فدیہ ادا کرنا پڑے تو ہم اپنا تمام کا تمام مال نثار کر دیں گے۔"(3)

مغیرہ بن عبداللہ کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے حضرت عبدالمطلب نے اپنے فیصلے کو تبدیل کر لیا۔(4)

نبی کریم ﷺ کے والد گرامی سید نا حضرت عبداللہ کا زمانہ جاہلیت کی قبیح رسم سے بچ جانا اللہ تبارک و تعالیٰ کی مشیت کے علاوہ قبیلہ بنو مخزم کے لوگوں کی حکمت و دانائی اور بنو عبد مناف سے محبت کی بدولت ہوا، اس لیے امت مصطفی ﷺ اس احسان عظیم پر بنو مخزوم کی شکر گزار ہے۔

اسی طرح واقعہ فیل(575ء)جو کہ عرب کی تاریخ میں بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کی خاطر یمن کے گورنر ابرہہ کا مکہ میں آنا محض ایک شخص واحد کا منصوبہ نہ تھا بلکہ دو تہذیبوں کا تصادم تھا، دو مذہبوں کا تقابل تھا، حقیقت میں ایک آمر نے نظام امن کو مٹانے کی سازش کی تھی اس لیے حضرت عبدالمطلب جن لوگوں کو ابرہہ کے ساتھ ملاقات کے لیے لے گئے ان میں یمر بن نفاثہ، خویلد بن واثلہ اور مغیرہ بن عبداللہ شامل تھے، ان لوگوں نے ابرہہ کو پیشکش کی کہ اگر وہ بیت اللہ کے انہدام سے باز آجائے تو وہ اس کو تہامہ کے ایک تہائی اموال دیں گے لیکن ابرہہ نے انکار کر دیا۔(5)

اس وفد کے ناکام ہونے کے بعد حضرت عبدالمطلب نے اکابرین قریش سے آکر مشورہ کیا کہ اس صورت حال میں ہمیں کیا کرنا چاہیے، اس موقع پر مغیرہ بن عبداللہ نے آپ کو مشورہ دیا کہ ہم اپنی اولاد اور اپنے اموال کو لے کر مکہ سے نکل کر پہاڑوں اور دروں میں پناہ لے لیتے ہیں تاکہ لشکر کے پاؤں تلے نہ کچلے جائیں۔(6)

چنانچہ اکابرین قریش کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے حضرت عبدالمطلب نے قریش کو مکہ سے نکل کر پہاڑوں اور دروں میں پناہ لینے کا مشورہ دیا، آپ جب قریش کے تمام لوگوں کو لے کر مکہ سے نکلے اور جا کر حرا میں رہائش پذیر ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا مانگی۔

اللهم ان المرء يمنع رحله فامنع حلالك

یااللہ انسان اپنے سامان کی حفاظت کرتا ہے تو اپنے متاع و سامان کعبے کی حفاظت کر۔

لا تغلبن صلیبهم ومحالهم غدوامحالک

اوران کی صلیبیں اوران کے فریب وحیلے تیری قوت پر غالب نہیں آسکتے۔

ان کنت تارکهم و قبلتنا فامر مابدالک

اگر تو انہیں چھوڑ دینے والا ہے کہ ہمارے قبیلے کے ساتھ جو چاہیں کریں تو تجھ کو اختیار ہے۔(7)

چنانچہ جب ابرہہ کے لشکر نے حملہ کیا تو اللہ تعالی نے ان کو اپنی ''عقاب اللہ'' کی فوج کے ذریعے غرق کردیا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا تذکرہ یوں کیا ہے:

''ألم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل ألم یجعل کیدهم فی تضلیل وأرسل علیهم طیرا أبابیل ترمیهم بحجارة من سجیل فجعلهم کعصف مأکول''(8)

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا، کیا ان کی تدبیروں کو غلط نہیں کیا اور ان پر جھنڈ کے جھنڈے پرندے بھیجے جو ان پر پتھر کی کنکریاں پھینکتے تھے تو ان کو ایسا کر دیا جیسے کھایا ہوا بھوسا۔''

ان دو واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مغیرہ بن عبداللہ کو اللہ تعالیٰ نے کیسی عقل اور شعور عطا کیا تھا۔

مغیرہ بن عبداللہ بنو مخزوم کی فوج کے امیر تھے شجاعت و بہادری اس قبیلے کی پہچان اور علامت تھی کیونکہ اللہ تعالی نے ''سیف اللہ'' کا لقب پانے والی ذات اسی خاندان میں پیدا کی تھی ان کی اسی خوبی اور دلیری کو دیکھتے ہوئے مکہ کے نظم حکومت کے دو اہم عسکری عہدے یا ذمہ داریاں ''اعنہ'' اور ''قبہ'' اسی خاندان کو سونپی گئی تھیں، ان دونں ذمہ داریوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نظام عسکری قبل از اسلام بنو مخزوم کے ہاتھ میں تھا کیونکہ فوجی کی تیاری سے لے کر اس کی سپہ سالاری تک تمام تر ذمہ داریاں مخزومیوں کو ہی ادا کرنا ہوتی تھیں۔(9)

مغیرہ بن عبداللہ سے لے کر حضرت خالد بن ولید تک بغور دیکھا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مخزومیوں نے اپنی تمام تر ذہ داریوں کو ہر دور میں بخوبی نبھایا ہے۔

بنو مخزوم کا معاشرتی مقام و منصب:

بنو مخزوم کا قبیلہ عددی لحاظ سے طاقتور تھا اور اپنی دولتمندی، اکابر کی کثرت اور صفات عالیہ کی وجہ سے مکہ میں اہم مقام رکھتا تھا، اس کے اکابر و ارکان اپنے قبیلہ اور نفس کو بنو عبد مناف کے ہم پلہ سمجھتے تھے، بنو مخزوم اس کے لیے عرب کی روایت کے مطابق منافرہ کا باقاعدہ اہتمام کرتے تھے، مثلاً علامہ بغدادی نے بنو مخزوم کے چار منافروں کا ذکر کیا ہے ان میں پہلا منافرہ عائذ بن عبداللہ مخزومی اور حارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کے درمیان افضلیت کے سوال پر ہوا تھا، دوسرا منافرہ بنو مخزوم اور بنو امیہ کے درمیان شرف و تفوق کے سوال پر ہوا تھا اس منافرہ میں بنو مخزوم کی طرف سے ولید بن مغیرہ مخزومی اور اسد بن ابی العیص نے باہمی منافرت کی اور یمن کے سطیح کاہن نے فیصلہ بنو

مخزوم کے حق میں کر دیا، تیسرا منافرہ ابو ربیعہ بن مغیرہ مخزومی اور اسید بن ابی العیص اموی کے درمیان ہوا تھا۔ مگر اس میں بنو امیہ کے اسید بن ابی العیص اموی کو افضل قرار دے دیا، آخری منافرہ عتبہ بن ربیعہ اموی اور فاکہ بن مغیرہ مخزومی کے درمیان ہوا، یہ مناظرہ کے عتبہ کی بیٹی ہندہ کے اوپر لگے ہوئے الزام یا تہمت کا فیصلہ کرنے کے لیے ہوا تھا۔(10)

ان منافروں کے فیصلوں سے بنو مخزوم کے معاشرتی مقام و منصب کا پتہ چلتا ہے کہ مخزومیوں کو قریش مکہ میں وہی حیثیت حاصل تھی جو بنو عبد مناف کو تھی بلکہ چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں سوائے بیت اللہ کی ذمہ داریوں کے مکہ کی ریاست کا نظام سلطنت مخزومیوں کے ہاتھ میں تھا۔(11)

بنو مخزوم کی بزرگی اور قدر و منزلت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے قریش کی سیاوت کے معاملے میں ان کا بنو ہاشم سے اکثر جھگڑا رہتا تھا، بنو ہاشم قریش کا معزز ترین قبیلہ تھا، کسی قبیلے کو اس سے ہمسری کے دعوے کی جرأت نہ تھی، لیکن بنو مخزوم کسی بھی موقع پر اپنی بڑائی اور شرف و منزلت کا اظہار کرنے سے چوکتے نہ تھے، جب نبی مکرم ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو ابو جہل بنو ہاشم کو مخاطب کر کے کہا کرتا تھا:

''جس وقت سخاوت، شجاعت، بزرگی اور عزت و شرف کا مقابلہ ہوا، گھوڑے میدان میں دوڑنے لگے اور ہم نے مقابلہ جیت لیا تو اس وقت تم نے کہنا شروع کر دیا کہ ہم میں نبی پیدا ہو گیا ہے۔''(12)

دولت و ثروت:

قبائل عرب میں کسی کے ممتاز ہونے کے لیے یہ ضروری ہوتا تھا کہ وہ خاندان مالی طور پر بھی مستحکم ہو، کیونکہ دولت و ثروت کے بغیر کسی بھی معاشرتی و سماجی ماحول مین اپنے آپ کو منوانا یا بہتر ثابت کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتا تھا، مخزومی جس طرح حسب و نسب کے لحاظ سے قریش مکہ میں اہم مقام رکھتے تھے اسی طرح دولت و ثروت میں کسی سے کم نہ تھے۔ ہشام بن مغیرہ، امیہ بن مغیرہ، فاکہ بن مغیرہ اور ولید بن مغیرہ قریشی معاشرہ میں بہت زیادہ مالدار تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کے صاحب ثروت ہونے کا ذکر قرآن مجید میں بھی کیا ہے۔(13)

واقدی نے قریش کے اس عظیم الشان قافلے کا ذکر کرتے ہوئے جو جنگ بدر سے قبل اس مقصد کے لیے تیار کیا گیا تھا کہ اس سے جو نفع حاصل ہو گا اسے مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاریوں میں خرچ کیا جائے گا یہ قریشی قافلہ ایک ہزار اونٹ اور پانچ لاکھ درہم کا اسباب لے کر جا رہا تھا اس قافلے میں بنو مخزوم کے دو (۲۰۰) سو اونٹ اور اس میں ان کا حصہ پانچ ہزار مشقال سونا تھا۔(14)

اسی طرح غزوہ احد میں قریش مکہ نے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لیے اور چندہ جمع کرنے کے لیے جو کمیٹی بنائی اس میں بنو مخزوم کے ہبیرہ بن ابی وہب، عمرو بن العاص، عبداللہ بنالعزی، مسافع بن عبد مناف اور عمرو بن عبداللہ الحمیحی شامل تھے۔(15)

اسود کو یہ کامیابی ملی کہ انہوں نے بہت کثیر تعداد میں لوگوں اور پیسوں کو جمع کر لیا تھا۔

بنو مخزوم کی عظمت و سربلندی کا سلسلہ عہد نبوی کے بعد بھی جاری رہا اگر مسلمانوں کی قیادت نبی رحمت ﷺ فرما رہے تھے تو دوسری طرف

کفار مکہ کی قیادت بنو مخزوم کے ہاتھ میں تھی کیونکہ حضرت ابو طالب اور نبی اکرم ﷺ کے پاس جتنے بھی وفود آئے ان کا سربراہ ولید بن مغیرہ یا عمرو ابن ہشام ہوتا، اسی طرح غزوہ بدر جو کہ حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا سب سے بڑا معرکہ تھا اس کا سپہ سالار بھی بنو مخزوم سے یعنی ابو جہل تھا۔

ان تمام حالات و واقعات سے یہ بات نمایاں ہو جاتی ہے کہ بنو مخزوم قبل از اسلام اور اسلام کے بعد قریش کی سیادت کے نمایاں لوگوں میں سے تھے۔

قبیلہ بنو مخزوم نے بھی دوسرے قبائل کی طرح اعلان نبوت پر اپنے رد عمل کا ملا جلا مظاہرہ کیا اس قبیلے میں بعض لوگ تو ایسے مقدس و مطہر ثابت ہوئے جن پر اسلام کے ماننے والے آج بھی رشک کرتے ہیں ان لوگوں نے نہ صرف اسلام قبول کیا بلکہ اپنے جان و مال کو بھی راہ خدا میں خرچ کرنے سے دریغ نہ کیا۔ بلکہ بانی اسلام حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے جانثار ساتھیوں کے لیے اپنے گھروں کو سب سے پہلے اسلامی تحریک کے مرکز کے طور پر پیش کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ارقم بن ارقم کا گھر "دار ارقم" سے "دار السلام" بن گیا۔ ابتدائے اسلام میں حضرت ارقم رضی اللہ عنہ بن ارقم مخزومی کے گھر نے مسجد، دفتر اور مرکز کا کردار ادا کیا۔ جیسے جیسے اسلام پھیلتا جا رہا تھا ویسے ویسے اس دار السلام کی اہمیت و فضیلت بھی بڑھتی جا رہی تھی کیونکہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیتوں نے اسی گھر میں آکر اسلام قبول کیا تھا۔ دار ارقم سے جب اسلام کا نور بیت اللہ، حبشہ اور مدینہ منورہ تک پھیلا تو اس نور کی روشنی سے مخزومی بھی فیض یاب ہوتے رہے اور وہ اسلام کے داعی ﷺ کی تحریک کا حصہ بن کر ساتھ ساتھ رہے۔ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ میں مخزومی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے حکم نبی ﷺ کی تعمیل کرتے ہوئے بھرپور حصہ لیا۔

جب کفار مکہ کے ساتھ غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو بنو مخزوم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اپنی جانوں کے نذرانے بڑھ چڑھ کر پیش کیے اور دعوت حق کی تبلیغ و اشاعت میں تمام دکھوں اور مصیبتوں کو برداشت کیا اور اپنے خونی رشتہ داروں کی قربانیوں سے بھی دریغ نہ کیا۔

دوسری طرف مخزومی خاندان کے وہ لوگ تھے جو راہ حق میں روڑے اٹکا رہے تھے اور دین حق کو پھیلانے میں نہ صرف مشکلات پیدا کر رہے تھے بلکہ اس تحریک کی سربراہی کر رہے تھے۔

ولید بن مغیرہ اور عمرو ابن ہشام اس تحریک کے نہ صرف سربراہ تھے بلکہ اس پیغام الٰہی کی دعوت و اشاعت کو روکنے کی ابتداء بھی انہوں نے کی تھی۔ دونوں کا انداز مخالفت ایک دوسرے سے مختلف تھا۔

ولید بن مغیرہ جو وفد حضرت ابو طالب کے پاس یا نبی کریم ﷺ کے پاس جاتے وہ نہ صرف ان میں شامل ہوتا بلکہ ان کی سربراہی بھی وہ خود کرتا تھا۔ نبی رحمت ﷺ نے اس کے مقام و منصب کو دیکھتے ہوئے کئی بار اس کی طرف انفرادی توجہ بھی دی بلکہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورہ عبس کی آیات نازل فرمائیں جن میں آپ ﷺ کو اس سے اور دوسرے کفار مکہ جو اسلام کی طرف رغبت نہیں دکھا رہے تھے علیحدہ رہنے کی تاکید فرمائی۔ ولید بن مغیرہ جب مر گیا تو مخالفت اسلام تحریک کی ذمہ داری عمرو ابن ہشام نے سنبھالی۔ وہ ولید بن مغیرہ کی

طرح وفود لے کر حضرت ابو طالب اور نبی کریم ﷺ کے پاس جاتا لیکن اس نے ولید بن مغیرہ کے برعکس جو طریقہ اختیار کیا وہ اذیتوں، دکھوں، تکلیفوں اور مصائب پر مشتمل تھا۔ عمرو ابن ہشام نے اس مخالفت اسلام کی تحریک کو اتنا پروان چڑھایا کہ قریش مکہ نے آنحضرت ﷺ کو "قتل" کرنے میں ہی اپنی نجات سمجھی۔ عمرو ابن ہشام نے نبی کریم ﷺ، آل یاسر رضی اللہ عنہ اور دوسری صحابہ کرام پر ظلم و ستم کا ایسا سلسلہ شروع کیا کہ اس کے اپنے بھی اس کے ہاتھوں سے نہ بچ سکے۔

عمرو ابن ہشام نے جب دیکھا کہ انفرادی ظلم و ستم سے یہ تحریک نہیں رک رہی ہے تو اس نے غزوہ بدر جیسے عظیم معرکے کو برپا کرنے کے حالات پیدا کر دیئے اور جو لوگ اس میں شریک نہیں ہونا چاہتے تھے ان کے لیے کڑی شرائط عائد کر دیں۔ آخر اپنے اسی کفر و شرک اور باطل عقیدے کے ساتھ وہ عرب میں "فرعون امت" کا لقب پا کر واصل جہنم ہو گیا۔

مخزومیوں نے ابو جہل کے مرنے کے بعد اس تحریک کو عکرمہ، خالد بن ولید اور ہبیرہ کے کندھوں پر ڈال دیا۔ انہوں نے غزوہ احد اور خندق کی شکل میں پیغام حق کو روکنے کی بھرپور کوشش کی لیکن اپنے پیشوا کی طرح ناکام ہوئے بلکہ اپنے باطل عقائد سے تنگ آکر راہ ہدایت پر چلنا اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا۔ فتح مکہ کے موقع پر کفار مکہ کی کثیر تعداد نے جب اسلام قبول کرنے میں ہی اپنی بہتری سمجھی تو اس وقت بہتر سارے مخزومیوں ن بھی اسلام قبول کر لیا۔ اس طرح مخالفت اسلام تحریک جو مخزومیوں اور دوسرے قریش مکہ نے شروع کی تھی اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق حق کے آگے دب گئی اور "دین حق" غالب آگیا۔

نائبین نبوی:

سیاسی اور انتظامی اہمیت کے اعتبار سے اسلامی ریاست میں نائبین نبوی کو پہلا مقام حاصل تھا، رسول اکرم ﷺ جب کبھی کسی غزوہ کی خاطر یا کسی کام کی غرض سے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے جاتے تو اپنے پیچھے ایک جانشین یا خلیفہ چھوڑ جاتے تھے۔

نائب کی ذمہ داری ہوتی تھی کہ وہ آپ کی غیر حاضری میں شہر مدینہ اور مرکزی حکومت کے تمام انتظامی معاملات کا نگران اور ذمہ دار ہوتا تھا اور اس کے علاوہ مسجد نبوی میں امامت کی ذمہداری بھی اسی نائب کو سونپی جاتی تھی، عہد نبوی میں اس عہدہ پر کل بتیس (32) تقرریاں کی گئیں تھیں جبکہ نائبین رسول ﷺ کی کل تعداد صرف تیرہ تھی یعنی بعض صحابہ کرام کو یہ سعادت بار بار ملی تھی۔ (17)

نائب رسول ﷺ کا عہدہ تو مستقل تھا مگر عہدیداروں اور ان کی تقرریوں کی نوعیت عارضی ہوی تھی، قبائلہ نقطہ نظر سے سب سے زیادہ تقرریاں قریش کو ملی تھیں ان میں اہم ترین حصہ بنو عامر بن لوی کا تھا، جبکہ بنو امیہ اور بنو مخزوم کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت و مرتبہ نصیب فرمائی۔

پانچ ارکان نے سات (7) بار یہ سعادت حاصل کی ان کے بعد بنو غفار کا درجہ ہے جن کے دو عہدیداروں نے چار مرتبہ یہ خدمت انجام دی اور خزرج کے حصہ میں صرف دو (2) دفعہ خلافت آئی۔ (18)

جن خوش نصیب صحابہ کرام کے نصیب میں عہدہ یا ذمہ داری آئی اس کی مدت بڑی مختصر ہوتی تھی، عام طور پر مدت عہدہ پانچ دن سے لے کر

تقریباً اسی ماہ تک غزوات کی نوعیت کے مطابق رہی۔

قبیلہ بنی مخزوم کے نائب رسول ﷺ:

جن قبائل کو نبی کریم ﷺ نے اپنا نائب بنانے کی سعادت بخشی تھی، ان میں قبیلہ بنی مخزوم کے خوش بخت صحابی سیدنا حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بن عبد الاسد مخزومی کو نائب رسول ﷺ کا عہدہ عطا کیا گیا۔

غزوہ ذوالعشیرہ:

آنحضرت ﷺ ۲ ہجری کو سیدنا حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب بنا کر ڈیڑھ سو رفقاء کے ساتھ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے اس قافلے میں صرف تیس (30) اونٹ تھے جن پر سارے باری باری سوار ہوتے تھے، یہ غزوہ ذوالعشیرہ کے مقام پر پیش آیا۔(19)

مشیران نبوی ﷺ:

سیاسی اہمیت اور انتظامی خصوصیت کے لحاظ سے دوسرا طبقہ عمال مشیروں پر مشتمل تھا، اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن حکیم کے اندر ارشاد فرمایا ہے:

"وشاورهم فی الأمر"(20)

"اور کاموں میں ان سے مشاورت کیجئے۔"

نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ مختلف امور پر مشاورت فرمایا کرتے تھے، اس لیے حکومت نبوی کی ایک اہم خصوصیت شوریٰ بھی قرار دی گئی ہے۔(21)

شوریٰ کی پہلی نبوی مثال نماز کے لیے بلانے کے طریقہ پر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ مشورہ کیا تھا اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے مشورے سے ہی مسجد نبوی کی تعمیر، مواخاۃ مدینہ واقعہ افک، پردہ کے بارے میں مشاورت وغیرہ کے معاملہ پر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ خدائی احکام کے علاوہ تمام امور پر اپنے جانثار ساتھیوں سے مشورہ کیا کرتے تھے۔(22)

مشاورت اور بنو مخزوم:

جب صلح حدیبیہ کے موقع پر آقا ﷺ نے دیکھا کہ صحابہ کرام اس معاہدے سے خوش نہیں ہیں اور انہیں اس سال مکہ میں داخل ہوئے بغیر واپس جانا پڑے گا اور صحابہ کرام نے تین بار کہنے کے باوجود اپنے جانور بھی قربان نہیں کیے، تو آپ ﷺ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے جو اس سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھیں، آنحضور ﷺ نے جا کر صحابہ کرام کے اس طرز عمل کا ذکر کیا۔

ام المومنین نے عرض کی! "یا رسول اللہ ﷺ آپ تشریف لے جائیں اور کسی سے کچھ کہے بغیر چپ چاپ جانور ذبح کر دیں اور اپنے حجام کو بلا کر سر منڈا لیجئے۔" اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنا جانور قربانی کا ذبح کیا اور حجام کو بلا کر سر منڈا لیا، جب لوگوں نے دیکھا تو خود ہی اٹھ کر اپنے اپنے جانور ذبح کر دیئے اور اس کے بعد باہم ایک دوسرے کا سر منڈوانے لگے۔(23)

سفیران نبویﷺ:

سفیران نبویﷺ کا طبقہ احکام نبوی حکمت عملی اور انتظامیہ کا ایک اہم حصہ تھا،ان کے ضروری اوصاف حکمت و فراست، دیانت و امانت وصامت و شخصیت تھے، دور جدید کے ایک عرب عالم نے نبوی سفیروں کو ان کے کاموں اور فرائض کی نوعیت کے لحاظ سے مختلف طبقات میں تقسیم کیا ہے، چنانچہ کچھ سفیر تبلیغ اسلام کے لیے بھیجے گئے تھے تو کچھ دوسرے صلح کے معاہدے کرنے کے لیے بعض لوگوں کو امان دی تھی تو بعض دوسروں نے غیر ممالک سے مسلم طبقات کی واپسی کا انتظام کیا تھا۔ بعض نے تحائف پہنچائے تھے تو بعض دوسروں نے کافروں کو ان کے کفر کے نتائج سے آگاہ کیا تھا۔(24)

کل سفیران نبویﷺ جن کے تمام کتب تاریخ و سیر میں اب تک نام مل سکے ہیں انتالیس (39) ہیں جبکہ ان کی تقرریوں کی کل تعداد تینتالیس (43) ہے۔ یعنی بعض حجرت نے ایک سے زیادہ مرتبہ یہ خدمت انجام دی تھی، مرکزی عرب کے قبائل میں قریش کے آٹھ افراد نے آٹھ مواقع پر سفارت کا عہدہ سنبھالا تھا،ان میں بنوامیہ اور بنو عامر بن لوی کا ایک ایک فرد شامل تھا،بقویہ دوسرے قبائل عرب سے آئے تھے۔(25)

ان سفیروں میں قبیلہ بنو مخزوم کے حجرات مہاجرین ابی ربیعہ مخزومی اور امام حکیم بنت ہشام شامل ہیں۔ ان سفیروں میں قبیلہ بنو مخزوم کے مہاجرین ابی امیہ مخزومی اور عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی اور سیدہ ام حکیم بنت ہشام مخزومی نے بطور سفیران نبوی کام کیا ہے۔

حضرت مہاجرین ابی امیہ سیدنا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ نبی اکرمﷺ نے بطور سفیر بنا کر بطرف حارث بن عبد کلال حضرت خالد بن ولید کو نبی اکرمﷺ نے اطراف مکہ کی طرف تبلیغ کے لیے بھیجا تھا۔(26)

فوجی تنظیم:

اسلامی ریاست اور نبوی حکومت کے قیام، ارتقاء اور تکمیل میں کلیدی کردار آپﷺ کی عسکری تنظیم اور فوجی محکمے نے ادا کیا تھا، ایک اعتبار سے اسلامی ریاست کا وہ سب سے فعال اور موثر شعبہ تھا اور اسلام کے سیاسی اداروں اور حکومتی محکموں مین اس کو اولیت کا شرف بھی بڑی حد تک حاصل تھا، کیونکہ ہجرت نبوی کے بعد مواخات اور دستور مدینہ کے نفاذ کے ساتھ ساتھ اولین ترجیح فوجی تنظیم کو دی گئی تھی۔

فوجی نظام:

نبویﷺ عسکری نظام میں جن افسروں اور کارکنوں کو قرر کیا گیا تھا،ان میں سراپا کے امیر جیش نبویﷺ کے سالار، حرس کے افسرہ کار کن، معسکر یا خیمہ گاہ کے سالار، عرض و معانیہ کے نگران و سہم، خیل یا شہسوار فوج کے کمانڈر، صوبائی فوج کے سپہ سالار، اسلامی افواج کے علمبردار، گشتی دستوں کے افسر و سپاہی، جاسوس و نگران اموال غنیمت کے افسر اسلحہ و ہتھیار کے نگران شامل تھے۔

مستقل سالار اعظم:

اسلامی عسکری تنظیم میں رسول کریمﷺ کو سب سے بلند مقام و مرتبہ حاصل تھا، عقیدت میں آپ کی ذات اطہر کو مستقل سالار اعظم کی

حیثیت حاصل تھی، لیکن بعض اوقات کسی مصروفیت یا مصلحت کے تحت اپنے اختیارات قادت کو عارضی طور سے اپنے نائب کی طرف منتقل کر دیتے تھے، اور وہ اس بناء پر قائد لشکر بن جاتا تھا۔

اس کے علاوہ ایک اور تاریخی سبب بھی سالاران لشکر کی تقرری کی عارضی نوعیت کا سبب بنا تھا اور وہ یہ تھا کہ اسلامی ریاست کی کوئی باقاعدہ مستقل فوج نہ تھی، شہر و اطراف شہر کی کل مسلم آبادی اسلامی فوج تھی یعنی ہر مسلمان کے لیے بوقت ضرورت فوجی خدمت لازم تھی چنانچہ جب کبھی پیش آتی رسول اکرم ﷺ مسلمانوں کی فوج موقع و محل کے تقاضے کے لحاظ سے طلب فرمایئے الور مناسب سمجھے تو خود اس کی کمان فرماتے اور ضرورت سمجھتے تو اپنے کسی صحابہ کو یہ اختیار قیادت منتقل فرمادیتے۔

اسے امیر لشکر کا اختیار قیادت یا پروانہ تقرری صرف اسی مہم یا موقع کے لیے ہونا اور جوں ہی مہم ختم ہوتی اس کی تقرری بھی اور قیات کا اختیار پھر ذات نبوی کو منتقل ہو جاتا کہ آپ ہی اصل سرچشمہ اختیار تھے، اسلامی تاریخ میں آپ کی قیادت میں جانے والی مہموں کو غزوہ، غزوات اور صحابہ کرام کے زیر کمان مہموں کو سرایہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ میں قیامت کے دوران جو کہ دس سال کی مختصر مدت میں 74 چوہتر سرایہ میں انچاس 49 افراد کو امیر سریہ کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔(27)

تقرریاں اور قائدین کی تعداد کے درمیان اس واضح فرق سے یہ حقیقت از خود عیاں ہو جاتی ہے کہ بعض سالراان نبوی ﷺ کو ایک سے زیادہ مرتبہ عسکری اور فوجی کمانداری ک سعادت ملی تھی ایک تحلیلی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ افراد کو دو مرتبہ سالاری کا عہدہ ملا تھا، ان میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح فہری ابو قتدہ خزعی، عمرو بن العاص، سہمی، عبدلالہ بن رواحہ خزرجی، عکاشہ بن محض اسدی اور شیر بن سعد خزرجی شامل تھے، تین بار قیادت کرنے والے سالار حضرات علی بن ابو طالب ہاشمی اور محمد بن مسلمہ اوسی تھے، چار چار سرایا والوں میں صرف دو حضرت خالد بن ولید مخزومی تھے، تعداد کے اعتبار سے سب سے اہم قائد سریہ حضرت زید بن حارثہ کلی تھے جن کو یہ عہدہ گیارہ یا تیرہ بار تفویض ہوا تھا، چونیتس سالاروں کو صرف ایک بار فوجی قیادت کا موقع عہدہ ملا تھا۔(28)

ان چونیتس سپہ سالاروں میں حضرت بو سلمہ رضی اللہ عنہ مخزومی بھی شامل ہیں، اس طرح نبی اکرم ﷺ نے اپنے عسکری نظام میں بنو مخزوم کے دو اہم ترین اصحاب کی بہادری پر یقین کرتے ہوئے مسلمان لشکر کی قیادت سونپی۔

عاملین زکوۃ کی تقرری:

عاملین زکوۃ و صدقات کی وصولی کے لیے نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے حضرت معاذ بن جبل کو جنوبی یمن کا گورنر جنرل بنا کر بھیجا تھا اور وہ اس علاقے سے زمینی پیداوار محصول کر کے لائے تھے۔(29)

زکوۃ صدقات کی وصولی کا نظام دو حصوں پر مشتمل تھا جو علاقے براہ راست مدینہ منورہ کے تحت تھے، ان میں مرکزی عاملین صدقات کام کرتے تھے جبکہ صوبوں سے اصولی طور سے وہ گورنروں کا فرض منصبی ہوتا تھا جو مرکزی عاملین کے ذریعہ خاص حالات میں ورنہ عام طور پر

سے مقامی عاملین کی مدد سے صدقات وصول کر کے مرکز ودارالحکومت کو روانہ کرتے تھے۔
ایسے تمام عاملین صدقات جن کو نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ سے براہ راست مقرر کر کے مختلف علاقوں اور قبیلوں میں بھیجے تھے، مرکزی عاملین کے زمرے میں آتے ہیں، عام طور پر مرکزی عاملین زکوۃ وصدقات کا تعلق علاقائی یا قبائلی لحاظ سے اپنے تقرری کے علاقوں سے نہیں ہوتا تھا۔
قبیلہ بنو مخاوم میں سے جن صحابہ کرام کو نبی اکرم ﷺ نے یہ ذمہ داری سونپی ان میں سیدنا حضرت ارقم بن ابی الارقم مخزومی اور اس کے علاوہ عکرمہ بن عمرو ابن ہشام مخزومی شامل تھے، حضرت ارقم بن ابی الارقم کو نبی اکرم ﷺ نے نجد اور ان کے حلیف قبائل کی طرف عامل بنا کر بھیجا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو لیوازن کی طرف سے عامل بنا کر بھیجا۔(30)

کاتبین نبوی ﷺ:

عہدی نبوی میں کاتبین نبوی ﷺ کو بڑی اہمیت حاصل تھی ان کی تعداد کتنی تھی اس کے بارے میں اختلاف ہے کیونکہ اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو جب ضرورت ہوتی تو آپ ﷺ موجود لوگوں میں سے کسی سے بھی یہ خدمت لے لیتے تھے، مگر متعدد مؤفعین اور مصنفین کے نزدیک ان کی تعداد پینتالیس (45) ہے۔(31)
ان خوش نصیبوں اصحاب رسول ﷺ میں سے بنو مخزوم سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرام کے نام یہ ہیں:
حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبد اللہ بن حارث اور حضرت عبد اللہ بن ارقم بن ابی الارقم شامل تھے۔

عہد نبوی ﷺ میں گورنر:

عہد نبوی ﷺ میں والیوں یا گورنروں کا طبقہ اپنی انتظامی کارکردگی اور وسیع اختیارات کے سبب اہم ترین تھا، شہری نظم ونسق کے اس شعبہ میں تمام کارکنوں کا تقرر مستقل بنیادوں پر ہوتا تھا، چنانچہ والیوں کی غالب اکثیر عہد نبوی ﷺ اور اخر تک اپنے اپنے عہدے پر فائز رہے بلکہ ان میں سے بعض تو خلافت صدیقی اور خلافت فاروقی تک بحال رہے، عہد نبوی ﷺ میں ان کے عہد ومدت تین ماہ سے تین چار سال تک نظر آتی ہے۔ صوبائی انتظامیہ میں سب سے اہم فعال اور صاحب اقتدار طبقہ والیوں کا جو اپنی ولایات (صوبوں) میں مکمل خود مختاری اور تمام فوجی، مالی، انتظامی اور مذہبی اختیارات رکھتے تھے اور اگر کوئی قدغن ان کے اختیار پر تھی وہ کتاب الٰہی اور فرامین نبوی ﷺ کی تھی اس سے کئی مسلم حاکم کو مفر نہ تھا۔(32)
اس عہدے پر نبوی ﷺ نے جن صحابہ کرام کو اپنی حیات مقدسہ میں تعینات کیا۔

ماحصل:

مقالہ ہذا کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بنو مخزوم کو قبل از اسلام قبیلہ قریش میں جس طرح عزت و شہرت حاصل تھی اسی طرح عہد نبوی ﷺ میں بھی یہ لوگ اپنی فہم و فراست اور شجاعت و بہادری کی بدولت نمایاں مقام رکھتے تھے۔ عہد نبوی ﷺ کے آغاز میں ہی اللہ

رب العزت نے قبیلہ بنو مخزوم کو یہ سعادت بخشی کہ ان کے خاندان کے ایک مقدس و مطہر فرد کے گھر کو دار ارقم سے "دار السلام" میں تبدیل کر کے اسلام کا پہلا مرکز دعوت و تبلیغ اور اسلامی تعلیم و تربیت کا روحانی درس گاہ بننے کا اعزاز بخشا۔ یہ بات بنو مخزوم کے لیے قابل رشک ہے کہ دار ارقم سے دار السلام میں تبدیل ہونے والے گھر میں ہی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے ممتاز و مکرم لوگوں نے کلمۂ حق اور نبوت محمدی ﷺ کو نہ صرف دل و جان سے قبول کیا بلکہ اس دعوت خداوندی کو عام کرنے کے لیے اپنی نسلوں تک کی قربانیوں سے بھی دریغ نہ کیا۔ داعی اعظم ﷺ کی محنت و مشقت کی بدولت جب اہل حق کی تعداد چالیس نفوس تک پہنچی تو آنحضرت ﷺ نے "دار السلام" سے اپنی جماعت حق کو نکال کر مشرق و مغرب اور شمال و جنوب تک تاریکیوں پھیلانے کے عزم کے ساتھ اپنے مشن کا آغاز کر دیا۔

اگرچہ مکی عہد رسالت میں آپ ﷺ نے دعوت و تبلیغ کا کام بڑی جانثاری و جانفشانی سے کیا مگر حکمت خداوندی کی بدولت نبیٔ دوعالم ﷺ کو وہ کامیابی و کامرانی حاصل نہ ہوئی جس کے آپ خواہش مند اور طلب گار تھے۔ پیغمبر دوعالم ﷺ نے اعلان نبوت اور کلمہ حق کے اعلان کے ساتھ جن کو اسلام مخالف میں پیش پیش پایا ان میں بنو مخزوم کے دو اہم افراد نے بھی بڑا اہم اور نمایاں کردار ادا کیا۔ پیغام خداوندی سے اپنی جہالت، تعصب، ہٹ دھرمی اور بدقسمتی سے منہ موڑنے والوں میں ولید بن مغیرہ اور عمرو ابن ہشام نہ صرف سر فہرست تھے بلکہ یہ دونوں اسلام مخالف تحریک کے بانیان میں سے تھے۔ ان دونوں مخزومیوں کی اسلام دشمن تحریک نے نبیٔ مکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو اذیتیں، دکھ، تکلیفیں اور غم پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی مگر اللہ رب العزت کا فرمان "دین حق ہی غالب آئے گا" پورا ہو کر رہا۔ تاریخ انسانیت کے قاریوں نے دیکھا اور پڑھا کہ ان دونوں مخزومیوں کی عداوت و نفرت کے باوجود نبیٔ رحمت ﷺ کے حسن خلق کی بدولت اسلام کی کرنوں نے ان کے گھروں کی کفر و شر کی تاریکیوں کو نور اسلام سے منور کر دیا۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پروردگار دوجہاں نے سیدنا خالد بن ولید ور سیدنا عکرمہ بن عمرو کو دشمنان دین سے محبوبان اسلام بننے کی توفیق بخشی۔

مقالہ ہذا کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو مخزوم اپنی جرات و بہادری اور معاشرتی و معاشی کی قوت کی بدولت جرات و بہادری اور معاشرتی و معاشی قوت کی بدولت عہد نبوی میں مثل علم نظر آتے ہیں۔ مخزومیوں کی صلاحیت و قابلیت کو نگاہ نبوت نے نہ صرف پرکھا بلکہ ان کو اپنے زیر سایہ چلنے والے ہر اہم کام اور منصوبے میں ذمہ داریاں تفویض کر کے ان کے مقام و مرتبے کو بڑھانے میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ اگر پیغمبر دوجہاں ﷺ کے مکی و مدنی عہد کو بغور دیکھا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ہر وہ کام جس کی بدولت اسلام کی نشر و اشاعت اور دعوت خداوندی کو پھیلانے میں بنو مخزوم کے افراد قائدہ مند اور نفع بخش ہو سکتے تھے اس کی ذمہ داری لوگوں کو سونپ دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بنو مخزوم کو کاتبین وحی، سفیران نبوی، مشیران رسالت، علمبردار اسلام جیسی اہم ذمہ داریوں سے ان کو نہ صرف نوازا بلکہ انہوں نے اپنی تقرریوں کو مسیحا ثابت کر کے دکھایا۔

عہد نبوی ﷺ کے نظام حکومت کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو کوئی ایسی اہم ذمہداری نہی ہے جس سے بنو مخزوم کو نوازا نہ گیا ہو۔ عہد نبوی کے نظام حکومت یں اگر مجلس شوریٰ، کتاب نبوی، سفیران نبوی، شعراء و خطباء، حاجب و آذن، گورنر و امیر قضا و قضاۃ، امراء لشکر و سپہ

سالاری، امراء خمیس، علمبر دار و طلیعہ، اصحاب المغانم و دلیل و راہبر صدقات و زکوٰۃ کی وصولی اور کاتبین صدقات کی تقرری، تبلیغ و اشاعت دین اور معلمین، مفتیان گرامی اور امامان نماز امراء و عمال جج و افسران ہدی سمیت کوئی ایسا عہدہ یا ذمہ داری نہیں ہے جو پیغمبر حکیم و دانائے بنو مخزوم کو نہیں تفویض کی۔

مختصر یہ کہ آج بھی ہم اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے عفو و در گزر اور حسن اخلاق سے شدید ترین اور بد ترین دشمنوں کو اپنی طرف مائل کر سکتے ہیں۔ نبیٔ رحمت ﷺ نے اسلامی نظام حکومت میں مخزومیوں کو نہ صرف معاف کیا بلکہ ان کی خداداد صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے وہ تمام کام لیے جن کی ایک سربراہ مملکت کو اپنے وزیروں، مشیروں اور سپہ سالاروں سے ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بات بڑے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ بنو مخزوم نے اسلام کی نشر و اشاعت میں جو حصہ لیا ہے وہ قریش کے دوسرے قبائل کو بہت کم نصیب ہوا ہے۔ اسلام کی وسعت اور پھیلاؤ میں جہاں دوسرے قبائل عرب و عجم اپنا کردار عہد نبوی ﷺ میں نظر آئے ادا کرتے ہوئے تاریخ کی کتابوں میں نظر آئے وہاں تاریخ و سیرت النبی ﷺ کی کتابوں کے اوراق میں بنو مخزوم بھی نمایاں نظر آئے۔ حتیٰ کہ یہ بات ایک مقالہ نگار اور سیرت نبوی ﷺ کا ادنیٰ سا طالب علم ہونے کی حیثیت سے کہنے میں مجھے کوئی عار نہیں ہے کہ بزبان نبوت ﷺ "سیف اللہ" کے لقب والا سپہ سالار اور شجاع و بہادر امت مسلمہ کو بنو مخزوم نے ہی دیا ہے۔

References

1. Urdu Daira Muarif Islamiya, V.3, p. 133.
2. Bairy, Musaib bin Abdullah, Nasab Quresh, Qahirah, Egypt, Maktaba Islami, 1990, V.3, p. 341.
3. Muhammad Hussain Hekal, Hazrat Umar Farooq R.A, p. 63.
4. Saddiqui, Muhammad Yaseen Mazhar, Hazrat Abdul Mutalib Hashmi, Lahore, Kitab Sirai, 2005, p. 43.
5. Ibn Saad, Tabqat Akbari, V.3, p. 111.
6. Ibid, V.1, p. 112.
7. Yaqoobi, Tareekh Yaqoobi, V.2, p. 19.
8. Surat al Feail: 105, 1-5.
9. Suleman Nadvi, Tareekh Ardh al Quran, V.2, p. 480.
10. Hilmat bint Hashim ka zikar pehli fasal main ho chuka hai.
11. Waleed bin Mugheri ka tafseeli tazkirah bab 4 main kardiya gaya haee.
12. Ibn Abd Riba, al Aqad al Fareed, p. 122.
13. Abu Zaid Shibli, Allah ki Talwar, p. 88.
14. Ume Nabavi, Zubair bin Abdul Mutalib or Seerat al Nabavi, Sahmahi Tahqeeqat Aligarh, Bharat, 1992, p. 231.
15. Saddiqui, Muhammad Yaseen Mazhar, Banu Hashim or Banu Umayah ke muasharti taluqat, p. 38.
16. Wadi, Kitab al Mughazi, p. 133.
17. Shami, Subal al Huda wa Irshad, V.2, p. 123.
18. Saddiqui, Muhammad Yaseen Mazhar, Dr., Ehd e Nabavi main Tanzeem wa Riyasat wa Hukoomat, Aligarh, India, Idara Tahqeeq wa Tasneef, 1994, V.1, p. 14.
19. Nisar Ahmed, Ehd e Nabavi main Islami Riyasat ka Nashonuma wa Irtiqa, Lahore, Kitab Sirai, 2002, V.3, p. 542.
20. Bilazari, Muajum al Baldan, V.4, p. 127.
21. Surat al Imran, 3: 159.

22. Moududi, Abu Aala, Syed, Khilafat wa Malookiyat, p. 222.
23. Muhammad Hamedullah, Dr., Rasool Akram S.A.W ki siyasi zindagi, p. 235.
24. Safi u Rehman, Ehd e Nabavi main Islami Riyasat ka Nashonuma wa Irtiqa, V.1, p. 144.
25. Nisar Ahmed, Ehd e Nabavi main Islami Riyasat ka Nashonuma wa Irtiqa, V.1, p. 144.
26. Saddiqui, Yaseem Mazhar, Ehd e Nabavi S.A.W ka nizam hukoomat, p. 25.
27. Allama Shibli Nouman, Seerat al Nabavi S.A.W, V.4, p. 25.
28. Ibn Hasham, al Seerat al Nabavi, V.2, p. 611.
29. Saddiqui, Yaseem Mazhar, Ehd e Nabavi S.A.W ka nizam hukoomat: Idara Tahqeeq wa TasAligarh, India, 1994, p. 40.
30. Muhammad Hamedullah, Dr., Ehd e Nabavi ka nizam Hukmarani, Hyderabad Dakan, 1964, p. 412.
31. Ibn al Aseer, Asad al Ghaba, V.3, p. 155.
32. Saddiqui, Yaseem Mazhar, Ehd e Nabavi main Tanzeem Riyasat wa Hukoomat, p. 45.